

ذکر سے پہلو بچاتے ہوئے ہونٹ ان کی مذمت میں بھی کھلنا گوارا نہیں کرتے۔ ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾، فساداُ بھرا آیا ہے، برائی کا وہ دور ایسا ہے کہ انقلاب کے کوئی آثار نہیں اور نہ کوئی روک تھام کرنے والا ہے جو خود بھی باز رہے۔

کیا انہی کرتوتوں سے جنت میں اللہ کے پڑوس میں بسنے اور اس کا گہرا دوست بننے کا ارادہ ہے؟ ارے توبہ! اللہ کو دھوکا دے کر اس سے جنت نہیں لی جاسکتی اور بغیر اس کی اطاعت کے اس کی رضامندیاں حاصل نہیں ہو سکتیں۔ خدا ان لوگوں پر لعنت کرے کہ جو اوروں کو بھلائی کا حکم دیں اور خود اسے چھوڑ بیٹھیں اور دوسروں کو بری باتوں سے روکیں اور خود ان پر عمل کرتے ہیں۔

--☆☆--

اسْتِصْغَارًا لِّقَدْرِهِمْ، وَ ذَهَابًا عَنْ ذِكْرِهِمْ! ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾، ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ﴾ فَلَا مُنْكَرَ مُغَيِّرٍ، وَلَا زَاجِرَ مُرَدِّجٍ.

أَفَبِهَذَا تَرِيدُونَ أَنْ تُجَادِرُوا اللَّهَ فِي دَارِ قُدْسِهِ، وَ تَكُونُوا أَعَزَّ أَوْلِيَاءِهِ عِنْدَهُ؟ هَيْهَاتَ! لَا يُخْذَعُ اللَّهُ عَنْ جَنَّتِهِ، وَلَا تَنَالُ مَرْضَاتُهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ. لَعَنَ اللَّهُ الْأَمْرِينَ بِالْمَعْرُوفِ النَّارِكِينَ لَهُ، وَ النَّاهِينَ عَنِ الْمُنْكَرِ الْعَامِلِينَ بِهِ!.

-----☆☆-----

خطبہ (۱۲۸)

جب حضرت ابوذرؓ کو ربڑہ کی طرف جلاوطن طس کیا گیا تو ان سے خطاب کر کے فرمایا:

اے ابوذر! تم اللہ کیلئے غضب ناک ہوئے ہو تو پھر جس کی خاطر یہ تمام غم و غصہ ہے اسی سے امید بھی رکھو۔ ان لوگوں کو تم سے اپنی دنیا کے متعلق خطرہ ہے اور تمہیں ان سے اپنے دین کے متعلق اندیشہ ہے، لہذا جس چیز کیلئے انہیں تم سے کھٹکا ہے وہ انہیں کے ہاتھ میں چھوڑو اور جس شے کیلئے تمہیں ان سے اندیشہ ہے اسے لے کر ان سے بھاگ نکلو۔ جس چیز سے تم انہیں محروم کر کے جا رہے ہو (کاش کہ وہ سمجھتے کہ) وہ اس کے کتنے حاجتمند ہیں اور جس چیز کو انہوں نے تم سے روک لیا ہے اس سے تم بہت ہی بے نیاز ہو اور جلد ہی تم جان لو گے کہ کل فائدہ میں رہنے والا کون ہے اور کس پر حسد کرنے والے زیادہ ہیں۔

(۱۲۸) وَمِنْ كَلَامِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا يَبِي ذَرِّ رَحْمَهُ اللَّهُ، لَمَّا أُخْرِجَ إِلَى الرَّبْدَةِ:

يَا أَبَا ذَرِّ! إِنَّكَ غَضِبْتَ لِلّٰهِ، فَارْجُ مَنْ غَضِبْتَ لَهُ، إِنَّ الْقَوْمَ خَافُوكَ عَلَى دُنْيَاهُمْ، وَ خِفْتَهُمْ عَلَى دِينِكَ، فَاتْرُكْ فِي أَيَدِيهِمْ مَا خَافُوكَ عَلَيْهِ، وَ اهْرُبْ مِنْهُمْ بِمَا خِفْتَهُمْ عَلَيْهِ، فَمَا أَحْوَجُهُمْ إِلَى مَا مَنَعْتَهُمْ، وَ مَا أَعْنَاكَ عَمَّا مَنَعُوكَ! وَ سَتَعْلَمُ مِنَ الرَّابِحِ غَدًا، وَ الْأَكْثَرُ حُسْدًا.

اگر یہ آسمان وزمین کسی بندے پر بند پڑے ہوں اور وہ اللہ سے ڈرے تو وہ اس کیلئے زمین و آسمان کی راہیں کھول دے گا۔ تمہیں صرف حق سے دلچسپی ہونا چاہیے اور صرف باطل ہی سے گھبرانا چاہیے۔ اگر تم ان کی دنیا قبول کر لیتے تو وہ تمہیں چاہنے لگتے اور تم اس میں کوئی حصہ اپنے لئے مقرر کر لیتے تو وہ تم سے مطمئن ہو جاتے۔

--☆☆--

وَلَوْ أَنَّ السَّلْوَٰتِ وَ الْأَرْضِیْنَ كَانَتَا عَلٰی عِبْدٍ رَّثِقًا، ثُمَّ اتَّقَى اللّٰهَ، لَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْهُمَا مَخْرَجًا! لَا يُؤْنَسَنَّكَ إِلَّا الْحَقُّ، وَلَا يُؤْحَشَنَّكَ إِلَّا الْبَاطِلُ، فَكَلِمَاتٌ دُنِيَاهُمْ لَا حَبْوُكَ، وَلَا قَرَضَتْ مِنْهَا لَأَمْنُوكَ.

-----☆☆-----

(ابو ذر غفاریؓ)

ط

”ابو ذر غفاری“ کا نام جناب ابن جنادہ تھا۔ ربذہ کے رہنے والے تھے جو مدینہ کی مشرقی جانب ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ جب بعثت رسول کا تذکرہ سنا تو مکہ آئے اور پوچھ گچھ کرنے کے بعد پیغمبر ﷺ کی خدمت میں باریاب ہو کر اسلام قبول کیا جس پر کفار قریش نے انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دیں اذیتوں پر اذیتیں پہنچائیں۔ مگر آپ کے ثبات قدم میں لغزش نہ آئی۔ اسلام لانے والوں میں آپ تیسرے یا چوتھے یا پانچویں ہیں اور اس سبقت اسلامی کے ساتھ آپ کے زہد و انقضاء کا یہ عالم تھا کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

أَبُو ذَرٍّ فِي أُمَّتِي شَبِيهُ عَيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي زُهْدِهِ وَوَرَعِهِ.

میری امت میں ابو ذر زہد و ورع میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی مثال ہیں۔

آپ حضرت عمر کے دور حکومت میں شام چلے گئے اور حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں بھی وہیں مقیم تھے۔ زندگی کے شب و روز ہدایت و تبلیغ کے فرائض سرانجام دینے، اہل بیت رسول ﷺ کی عظمت سے روشناس کرنے اور جادہ حق کی طرف رہنمائی فرمانے میں گزرتے تھے۔ چنانچہ شام اور جبل عامل میں شیعیت کے جو اثرات پاتے جاتے ہیں وہ آپ ہی کی تبلیغ و مساعی کا نتیجہ اور آپ ہی کے بوتے ہوتے بیج کے برگ و بار ہیں۔ امیر شام معاویہ کو ان کی یہ روش پسند نہ تھی۔ چنانچہ وہ ان کے کھلم کھلا لے دے کرنے اور حضرت عثمان کی زراںدوزی و بے راہ روی کے تذکرے کرنے سے انتہائی بیزار تھے، مگر کچھ بنائے نہ بنتی تھی۔ آخر اس نے حضرت عثمان کو لکھا کہ اگر یہ کچھ عرصہ اور یہاں مقیم رہے تو ان اطراف کے لوگوں کو تم سے برگشتہ کر دیں گے، لہذا اس کا امداد ہونا چاہیے جس پر انہوں نے لکھا کہ ابو ذر کو شتر بے پالان پر سوار کر کے مدینہ روانہ کر دیا جائے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی اور انہیں مدینہ روانہ کر دیا گیا۔ جب آپ مدینہ پہنچے تو یہاں بھی حق و صداقت کی تبلیغ شروع کر دی۔ مسلمانوں کو پیغمبر کا عہد یاد دلاتے، کسروی و قیصری شان کے مظاہروں سے روکتے، جس پر حضرت عثمان جُزبڑ ہوتے، ان کی زبان بندی کی تدبیریں کرتے۔ چنانچہ ایک دن انہیں بلا کر کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم کہتے پھرتے ہو کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

إِذَا كَمَلْتَ بَنُو أُمَّيَّةَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا، اتَّخَذُوا بِإِلَادَةِ اللَّهِ دُولًا، وَعِبَادَةَ اللَّهِ حَوْلًا، وَدِينَ اللَّهِ دَعْلًا.

جب بنی امیہ کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے شہرہوں کو اپنی جاگیر اور اس کے بندوں کو اپنا غلام اور اس کے دین کو فریب کاری کا ذریعہ قرار دے لیں گے۔^۱

آپ نے کہا کہ بیشک میں نے پیغمبر اسلام ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا۔ عثمان نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو اور پاس بیٹھنے والوں سے کہا کہ کیا تم میں سے کسی نے اس حدیث کو سنا ہے۔ سب نے نفی میں جواب دیا۔ جس پر حضرت ابو ذر نے فرمایا کہ: امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے دریافت کیا جائے۔ چنانچہ آپ کو بلا کر دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ: ہاں یہ درست ہے اور ابو ذر سچ کہتے ہیں۔ عثمان نے کہا کہ آپ کس بنا پر اس حدیث کی صحت کی گواہی دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے پیغمبر ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ:

مَا أَظَلَّتِ الْخَضِرَاءُ وَلَا أَقَلَّتِ الْغُبُرَاءُ عَلَى ذِي لَهْجَةٍ أَصْدَقَ مِنْ أَبِي ذَرٍّ.

کسی بولنے والے پر آسمان نے سایہ نہیں ڈالا اور زمین نے اسے نہیں اٹھایا جو ابو ذر سے زیادہ راست گو ہو۔^۲

اب حضرت عثمان کیا کہہ سکتے تھے اگر جھٹلاتے تو پیغمبر ﷺ کی تکذیب لازم آتی تھی۔ سچ و تاب کھا کر رہ گئے اور کوئی تردید نہ کر سکے۔ ادھر حضرت ابو ذر نے سرمایہ پرستی کے خلاف کھلم کھلا کہنا شروع کر دیا اور حضرت عثمان کو دکھتے تو اس آیت کی تلاوت فرماتے:

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۳۶﴾
يَوْمَ يُجْزَىٰ عَلَيْهِمْ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فُتُكُلُومٌ بِمَا جَبَاهُمْ ۖ وَجُنُوبُهُمْ ۖ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ
لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿۳۷﴾﴾

وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو جس دن کہ ان کا جمع کیا ہوا سونا چاندی دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جسے تم نے اپنے لئے ذخیرہ بنا کر رکھا تھا تو اب اس ذخیرہ اندوزی کا مزہ چکھو۔^۳

حضرت عثمان نے مال و دولت کا لالچ دیا مگر اس طائر آزاد کو سنہری جال میں نہ جکڑ سکے۔ تشدد و سختی سے بھی کام لیا مگر ان کی زبان حق ترجمان کو بند نہ کر سکے۔ آخر انہیں مدینہ چھوڑ دینے اور ربذہ کی جانب چلے جانے کا حکم دیا اور پیر رسول کے فرزند مروان کو اس پر مامور کیا کہ وہ انہیں مدینہ سے باہر نکال دے اور اس کے ساتھ یہ قہر مانی فرمان بھی صادر فرمایا کہ کوئی ان سے کلام نہ کرے اور نہ انہیں الوداع کہے۔ مگر امیر المؤمنین علیہ السلام، امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام، عقیل، عبد اللہ ابن جعفر اور عمار یا سر نے اس فرمان کی کوئی پرواہ نہ کی اور انہیں رخصت کرنے کیلئے ساتھ ہوئے اور اسی رخصت کے موقعہ پر حضرت نے ان سے یہ کلمات فرمائے۔

^۱ تاریخ المعقبون، ج ۱، ص ۱۷۵۔

^۲ معانی الاخبار، ص ۷۸۔ طبقات ابن سعد، ج ۲، ص ۲۲۸۔

^۳ سورہ توبہ، آیت ۳۴-۳۵۔

ربذہ میں حضرت ابو ذر کی زندگی بڑی ابتلاؤں میں کئی۔ یہیں پر آپ کے فرزند ”ذُر“ اور اہلیہ نے انتقال کیا اور جو بھیڑ بکریاں گزارے کینلنے پال رکھی تھیں وہ بھی ہلاک ہو گئیں۔ اولاد میں صرف ایک دختر رہ گئی جو فاقوں اور دکھوں میں برابر کی شریک تھی۔ جب سر و سامان زندگی ناپید ہو گئے اور فاقوں پر فاقے ہونے لگے تو اس نے حضرت ابو ذر سے عرض کیا کہ: بابا یہ زندگی کے دن کس طرح کٹیں گے؟ کہیں آنا جانا چاہئے اور رزق کی تلاش کرنا چاہئے۔ جس پر حضرت ابو ذر اسے ہمراہ لے کر صحرائی طرف نکل کھڑے ہوئے مگر گھاس پات بھی میسر نہ آسکا۔ آخر تھک کر ایک جگہ بیٹھ گئے اور ریت جمع کر کے اس کا ڈھیر بنایا اور اس پر سر رکھ کر لیٹ گئے اسی عالم میں سانسیں اکھڑ گئیں، پتلیاں اوپر چڑھ گئیں، نزع کی حالت طاری ہو گئی۔ جب دختر ابو ذر نے یہ حالت دیکھی تو سرا سیمہ و مضطرب ہو کر کہنے لگی کہ: بابا! اگر آپ نے اس لبق و دق صحرا میں انتقال فرمایا تو میں اکیلی کیسے دفن و کفن کا سامان کروں گی؟ آپ نے فرمایا کہ: بیٹی گھبراؤ نہیں، پیغمبر اکرم ﷺ مجھ سے فرما گئے تھے کہ: ”اے ابو ذر! تم عالم غربت میں مرو گے اور کچھ عرانی تمہاری تجہیز و تکفین کریں گے“ تم میرے مرنے کے بعد ایک چادر میرے اوپر ڈال دینا اور سر راہ جا بیٹھنا اور جب ادھر سے کوئی قافلہ گزرے تو اس سے کہنا کہ پیغمبر ﷺ کے صحابی ابو ذر نے انتقال کیا ہے۔ چنانچہ ان کی رحلت کے بعد وہ سر راہ جا کر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر کے بعد ادھر سے ایک قافلہ گزرا جس میں بلال ابن مالک مرنی، احنف ابن قیس تمیمی، معصعہ ابن صوحان عبدی، اسود ابن قیس تمیمی اور مالک ابن عارث اشتر تھے۔ جب انہوں نے حضرت ابو ذر کے انتقال کی خبر سنی تو اس بے کسی کی موت پر تڑپ اٹھے۔ سواریاں روک لیں اور ان کی تجہیز و تکفین کینلنے سفر ملتوی کر دیا۔ مالک اشتر نے ایک حلقہ کینلنے دیا جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی اور تجہیز و تکفین کے فرائض سر انجام دے کر رخصت ہوئے۔ یہ واقعہ ۸ ذی الحجہ ۳۲ھ کا ہے۔

